ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:14 دسمبر 1951

بجوئے چیڈپوترا

بنام

دی سٹیٹ

[سید فضل علی اور ویوین بوس جسٹس صاحبان]

مجموع ضابطہ فوجداری (ایکٹ v، سال 1898)، دفعات 237، 342- مجموعہ تعزیرات بھارت (XLV، سال1860)، دفعات 307، 326- دفعہ 307 کے تحت الزام عائد- دفعہ 326 کے تحت سزا دہی- قانونی حیثیت- ملزم کی مکمل جانچ پڑتال میں ناکامی- جب مقدمے کی سماعت ذائل ہوتی ہے- ملزم کے لیے طرفداری کی ضرورت۔

دوسرے کو شدید چوٹ پہنچانے والے اپیل کنندہ پر مجموعہ تعزیرات بھارت 307 کے تحت الزام عائد کیا گیا تھا لیکن جج صاحبان نے مجموعہ تعزیرات بھارت 326 کے تحت اس کے خلاف جرم کا فیصلہ واپس کر دیا، اور سیشن جج نے فیصلہ قبول کرتے ہوئے اسے دفعہ 326 کے تحت مجرم قرار دیا۔ یہ دعوی کیا گیا کہ سزا غیر قانونی تھی کیونکہ دفعہ 326 کے تحت جرم دفعہ 307 کے تحت جرم کے حوالے سے معمولی جرم نہیں تھا۔ فیصلہ کیا گیا کہ چونکہ یہ سیشن جج کے لیے کھلا تھا، اس لیے کیس کے حقائق پر، اپیل کنندہ پر ضابطہ اخلاق کی دفعہ 307 اور 326 کے تحت متبادل طور پر فرد جرم عائد کرنے کے لیے یہ مقدمہ مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 237 کے تحت آتا ہے، اور تعزیرات ہند کی دفعہ 326 کے تحت سزا مناسب تھی، حالانکہ اس دفعہ کے تحت کوئی الزام نہیں تھا۔

بیگو بنام کنگ ایمپرر (52 آئی اے 191) کا اطلاق ہوا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

تاکہ مجموعی ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کی توضیعات کی عدم تعمیل کے لیے سزا یافتگی کو الگ کیا جاسکے، ملزم کے لیے محض یہ ظاہر کرنا کافی نہیں ہے کہ اس کی دفعہ کے مطابق مکمل جانچ نہیں کی گئی تھی، بلکہ اسے یہ بھی ظاہر کرنا ہوگا کہ اس طرح کی جانچ نے اسے مادی طور پر طرفداری کا شکار کیا ہے۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 30، سال 1951۔ فوجداری اپیل نمبر 71، سال 1950 اور ترمیم نمبر 295، سال 1950 میں 15 جون 1950 کو کلکتہ عدالت عالیہ (ہیری چیف جسٹس اور لاہری جسٹس) کے فیصلے اور حکم کی طرف سے اپیل۔

ایس این مکھرجی، اپیل کنندہ کے لیے۔

بی سین، مدعاعلیہ کے لیے۔

14.1951 دسمبر۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس فضل علی نے سنایا۔

یہ کلکتہ میں عدالت عالیہ کے اس فیصلے کے خلاف اپیل ہے جس میں مدناپور کے سیشن جج کے حکم کو برقرار رکھا گیا ہے جس میں اپیل کنندہ کو مجموعہ تعزیرات بھارت 326 کے تحت مجرم قرار دیا گیا تھا اور اسے 3 سال کی قید بامشقت کی سزا سنائی گئی تھی۔

اپیل کنندہ کے خلاف استغاثہ کا مقدمہ جلد ہی اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے:- اپیل کنندہ اور زخمی شخص، کمد پترا، چچازاد ہیں، اور وہ اندریا نامی گاؤں میں رہتے ہیں، ان کے گھر ایک دوسرے سے صرف 3 یا 4 ہاتھ کے فاصلے پر ہیں۔ ان کے گھروں سے متصل ایک راستے کے بارے میں ان کا تنازعہ تھا، جس کی وجہ سے ایک ٹینک بن گیا، اور انہوں نے 11 جولائی 1949 کو اس کے بارے میں جھگڑا کیا۔ دو دن بعد، 13 جولائی کو، جب کمد پترا گاؤں کے ٹینک کے کنارے پر اپنے ہاتھ دھو رہے تھے، اپیل کنندہ پیچھے سے آیا اور اسے 17 چوٹیں پہنچائیں، جس کے نتیجے میں اس کی دو انگلیاں کاٹنی پڑیں اور اس کے بائیں انگوٹھے سے ہڈی کا ایک ٹکڑا نکالنا پڑا۔ پولیس کو اطلاع دی گئی، تفتیش شروع کی گئی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اور اپیل کنندہ کے خلاف فرد قرار داد جرم پیش کی گئی جو بالآخر سیشن عدالت کے ساتھ منسلک ہوا اور سیشن جج اور جج صاحبان کے ذریعے مقدمہ چلایا گیا۔ ان پر مجموعہ تعزیرات بھارت 307 کے تحت الزام عائد کیا گیا تھا، لیکن جج صاحبان نے مجموعہ تعزیرات بھارت 326 کے تحت ان کے خلاف جرم کا فیصلہ واپس کر دیا، اور فاضل سیشن جج نے اس فیصلے کو قبول کرتے ہوئے انہیں اس دفعہ کے تحت مجرم قرار دیا جیسا کہ مذکورہ بالا ہے۔ جب معاملہ عدالت عالیہ میں اپیل میں آیا تو اپیل کنندہ پر ایک قاعدہ جاری کیا گیا جس میں اس سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس کی سزا میں اضافہ کیوں نہ کیا جائے اس کی وجہ بتائے، لیکن، حتمی سماعت میں، قاعدہ خارج کر دیا گیا، اس کی اپیل مسترد کر دی گئی، اور اس کی سزا یافتگی اور اصل حکم سزا کو برقرار رکھا گیا۔

ہمارے سامنے اپیل کنندہ کی جانب سے زور دیا گیا پہلا نکتہ یہ ہے کہ چونکہ تعزیرات ہند کی دفعہ 326 کے تحت کوئی الزام نہیں تھا اور اس دفعہ کے تحت جرم ضابطہ اخلاق کی دفعہ 307 کے تحت کسی جرم کے حوالے سے معمولی جرم نہیں تھا، اس لیے اسے سابقہ دفعہ کے تحت مجرم نہیں ٹھہرایا جا سکتا تھا۔ تاہم یہ دلیل مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 237 کی توضیعات کو نظر انداز کرتی ہے۔ وہ دفعہ، دفعہ 236 کا حوالہ دینے کے بعد جو یہ فراہم کرتی ہے کہ کسی ملزم شخص کے خلاف متبادل الزامات تیار کیے جا سکتے ہیں جہاں یہ شک ہو کہ کئی جرائم میں سے کون سے حقائق ثابت ہو سکتے ہیں، مندرجہ ذیل بیان کرتا ہے:-

> "اگر........ملزم پر ایک جرم کا الزام لگایا جاتا ہے، اور یہ ثبوت میں ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے ایک مختلف جرم کیا جس کے لیے اس پر اس دفعہ کی توضیعات کے تحت الزام عائد کیا گیا ہو، اسے اس جرم کا مجرم قرار دیا جا سکتا ہے جو اس نے کیا ہے، حالانکہ اس پر اس کا الزام نہیں لگایا گیا تھا۔"

اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ اس مقدمے کے حقائق پر، سیشن جج کے لیے یہ کھلا تھا کہ وہ اپیل کنندہ پر تعزیرات ہند کی دفعہ 307 اور 326 کے تحت متبادل طور پر فرد جرم عائد کرے۔ لہذا یہ مقدمہ واضح طور پر مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 237 کے تحت آتا ہے، اور تعزیرات ہند کی دفعہ 326 کے تحت اپیل کنندہ کی سزا الزام کی عدم موجودگی میں بھی مناسب تھی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

بیگو بنام دی کنگ ایمپرر (1) میں پریوی کونسل کو ایک ایسے مقدمے سے نمٹنا پڑا جہاں کچھ افراد پر تعزیرات ہند کی دفعہ 302 کے تحت الزام عائد کیا گیا تھا، لیکن انہیں ثبوتوں کی گمشدگی کا سبب بننے پر دفعہ 201 کے تحت مجرم قرار دیا گیا تھا۔ ان کے حاکموں نے سزا کو برقرار رکھا، اور مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 237237 کا حوالہ دیتے ہوئے، انہوں نے مشاہدہ کیا:-

"کسی شخص کو کسی جرم کا مجرم قرار دیا جاسکتا ہے، حالانکہ اس کے سلسلے میں کوئی الزام نہیں لگایا گیا ہے، اگر ثبوت ایسا ہے جو کسی ایسے الزام کو قائم کرتا ہے جو بنایا گیا ہو۔............... ان کے اختیارات میں کوئی شک نہیں کہ یہ طریقہ کار ایک مناسب طریقہ کار تھا اور مجموعی ضابطہ فوجداری کے مطابق تھا۔"

اپیل کنندہ کی جانب سے جس دوسرے نکتے پر زور دیا گیا وہ یہ ہے کہ عدالت عالیہ نے حکم سزا میں اضافے کے لیے ایک قاعدہ جاری کیا ہے، اسے مقدمے کی خوبیوں پر بحث کرنے کی اجازت دی جانی چاہیے تھی جو اسے کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ تاہم، اپیل کنندہ کا فاضل وکیل یہ ظاہر کرنے کے قابل نہیں تھا کہ اگر کیس کی خوبیوں پر بحث کرنا اس کے لیے کھلا ہوتا تو فیصلہ دوسری صورت میں ہوتا۔ ان کی طرف سے صرف تین تنازعات پیش کیے گئے، جن میں سے کچھ یہ ہیں:-

(1) کہ کئی مادی گواہوں سے تفتیش نہیں کی گئی؛

(2) کہ اپیل کنندہ کا مقدمہ منصفانہ انداز میں جج صاحبان کے سامنے نہیں رکھا گیا تھا؛ اور

(3) کہ مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کے تحت اپیل کنندہ کی کوئی مناسب جانچ نہیں کی گئی تھی۔

ہم نے ان تنازعات کی جانچ پڑتال کی ہے اور پتہ چلا ہے کہ وہ مکمل طور پر بے بنیاد ہیں۔ اپنی پہلی دلیل پر زور دیتے ہوئے، فاضل وکیل نے قابل کہ اگرچہ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ کئی افراد کو ٹینک کے مشرق، شمال اور شمال مغرب میں مکانات ہیں جہاں مبینہ طور پر واقعہ پیش آیا ہے، لیکن استغاثہ نے ان کی جانچ نہیں کی ہے۔ انہوں نے مزید دلیل دی کہ سرت چندر گھوش، جو تلاشی کے وقت ملزم کے گھر پر موجود تھا، سے بھی پوچھ گچھ نہیں کی گئی ہے۔ تاہم ان دلائل کی طاقت بہت کم ہے،

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کیونکہ یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں ہے کہ ان افراد نے واقعہ دیکھا تھا، اور وہ اس حقیقت پر بھی توجہ نہیں دیتے کہ استغاثہ کی طرف سے پیش کیے گئے ایسے ثبوت، اگر مانا جائے تو، اپیل گزار کی حکم سزا کی حمایت کرنے کے لیے کافی تھے۔ سیشن جج نے جج صاحبان کو اپنے چارج میں خاص طور پر ہمارے سامنے پیش کی گئی اسی دلیل کا حوالہ دیا، اور اس نے ججوں سے کہا کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ یہ مناسب ہے تو یہ ان کے لیے کھلا ہے کہ وہ استغاثہ کے خلاف نتیجہ اخذ کریں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ ججوں کو اس نکتے پر مناسب طریقے سے ہدایت دی گئی تھی اور انہوں نے واضح طور پر سوچا کہ ان کے سامنے موجود ثبوت اپیل گزار کو مجرم قرار دینے کے لیے کافی تھے۔

اپیل گزار کی جانب سے جو دوسری دلیل دی گئی ہے وہ اس کے دفاع سے متعلق ہے، جس میں مختصر طور پر کہا گیا ہے کہ زخمی شخص کمد پترا اس کی عارضی غیر موجودگی کے دوران اس کے گھر میں داخل ہوا، اپنی بیوی کے سونے کے کمرے میں گیا، جو ایک نوجوان خاتون تھی، اور اس نے اس پر غیر مہذب حملہ کیا اور ان حالات میں اس پر حملہ کیا گیا۔ اس کہانی کی کسی ثبوت سے تائید نہیں ہوئی بلکہ محض جرح میں تجویز کی گئی تھی، اور سیشن جج نے جج صاحبان کو اپنے چارج میں اس کا حوالہ دیتے ہوئے مشاہدہ کیا:-

> "اگر مجھے اکیلا چھوڑ دیا جاتا تو میں دفاعی پہلو پر یقین نہیں کرتا۔ لیکن آپ میری رائے کو قبول کرنے کے پابند نہیں ہیں، اور نہ ہی آپ کو اس سے متاثر ہونا چاہیے۔ یہ آپ کو فیصلہ کرنا ہے کہ کیا آپ دفاعی تجویز کو قبول کریں گے جس کے حق میں ایسا کوئی مثبت ثبوت نہیں ہے۔"

سیشن جج نے بلاشبہ دفاعی تجویز کے حوالے سے اپنے آپ کو کسی حد تک سختی سے ظاہر کیا، لیکن انہوں نے اپنے مشاہدات کو جو ہمارے خیال میں وہ کرنے کے حقدار تھے، جو ججوں کو مناسب انتباہ کے ساتھ جوڑ دیا کہ وہ ان کی رائے کو قبول کرنے کے پابند نہیں ہیں اور انہیں اس سے متاثر نہیں ہونا چاہیے۔ دفاعی پہلو کو جج صاحبان نے مسترد کر دیا تھا، اور اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ ریکارڈ پر موجود مواد پر اسے کسی بھی عدالت نے مسترد کر دیا ہو گا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اپیل گزار کے فاضل وکیل کی طرف سے پیش کی گئی آخری دلیل تھی کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کے تحت قانون کے مطابق اس کی جانچ نہیں کی قابل تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ استغاثہ کے شواہد کے اختتام کے بعد سیشن جج نے اپیل گزار سے تین سوالات کیے تھے۔ پہلے سوال میں، سیشن جج نے اپیل گزار سے پوچھا کہ اس کے خلاف پیش کیے گئے شواہد کے بارے میں اس کا دفاع کیا ہے؛ دوسرے سوال میں، جج نے راستے کے بارے میں تنازعہ کا حوالہ دیا اور اپیل گزار سے پوچھا کہ کیا اس نے کمدپترا کو چوٹ پہنچائی ہے؛ اور تیسرے سوال میں، اپیل گزار سے پوچھا گیا کہ کیا وہ کوئی ثبوت پیش کرے گا۔ کیس کے حقائق کسی بھی پیچیدگی سے پاک ہونے اور مسئلے کے نکات سادہ ہونے کی وجہ سے، ہمیں یہ ماننا مشکل لگتا ہے کہ اس خاص معاملے میں اپیل کنندہ کا معائنہ مناسب نہیں تھا۔ اس طرح کی دلیل کو برقرار رکھنے کے لیے جو پیش کی گئی ہے، ملزم کے لیے محض یہ ظاہر کرنا کافی نہیں ہے کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 342 کے مطابق اس کی مکمل جانچ نہیں کی گئی ہے، بلکہ اسے یہ بھی ظاہر کرنا ہوگا کہ اس طرح کی جانچ نے مادی طور پر طرفداری کا مظاہرہ کیا ہے۔ موجودہ معاملے میں، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں جس نکتے پر زور دیا گیا ہے وہ عدالت عالیہ میں اپیل کی بنیاد پر نہیں اٹھایا گیا تھا، اور نہ ہی اسے اپیل کی بنیاد پر یا اس عدالت میں دائر مقدمے کے بیان میں جگہ ملتی ہے۔ یہ کہیں نہیں کہا گیا ہے کہ ملزم کسی بھی طرح سے متعصبانہ تھا، اور ہمارے سامنے ایسا کوئی مواد موجود نہیں ہے جس سے یہ مانا جا سکے کہ وہ متعصبانہ تھا یا ہو سکتا ہے۔ ہم نے سیشن جج کے الزام کو جج صاحبان کے سامنے پڑھ لیا ہے، جو کہ ایک بہت ہی منصفانہ اور مکمل الزام ہے، اور ہمیں اس نتیجے کا جواز پیش کرنے کے لیے کچھ نہیں دکھایا گیا ہے کہ جج صاحبان کے فیصلے کو قبول نہیں کیا جانا چاہیے تھا۔

اس کے مطابق اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اسے مسترد کر دیا جاتا ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

اپیل کنندہ کا ایجنٹ: پی کے چٹرجی۔
جواب دہندہ کے لیے ایجنٹ: پی کے بوس کے لیے آئی این شراف۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document